ہدایہ کے مسائل
اورانکے جواب
از قلم
مولانا ابو بکر غازی پوریؒ
ماخوذ: ارمغان حق
منجانب
النعمان سوشل میڈیا سروسز

ھدایہ کے مسائل اور ان کا جواب

محترم مولانا محمد ابوبکر صاحب غازیپوری دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

الحمد للہ و کفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

گذارش خدمت میں یہ ہے کہ ریاض سعودی عرب سے ایک پمفلٹ مولانا انظر صاحب قاسمی بنگلور کے نام آیا ہے، اس پمفلٹ کو اور اس جیسے دوسرے پمفلٹ کو غیر مقلدین ریاض اور سعودی عرب کے دوسرے شہروں میں شائع کر کے عوام میں فتنہ پھیلاتے ہیں اور فقہ حنفی کے خلاف جذبات بھڑکاتے ہیں، مولانا انظر صاحب نے گذارش کی ہے کہ میں اس پمفلٹ کو آپ کے پاس بھیج دو آپ ان مسائل کے بارے میں روشنی ڈالیں تاکہ آپکا جواب ریاض بھیج دیا جائے نیز زمزم میں بھی شائع کر دیں تاکہ عام لوگ بھی اس سے فائدہ اٹھائیں۔

والسلام

سید محمود قادری بیجاپور

زمزم!

زمزم رسالہ میں اس کا اعلان کیا جاچکا ہے کہ بلا نام یا فرضی نام سے کسی شائع کردہ تحریر کا کوئی جواب نہیں دیا جائے گا، آپ نے جو پمفلٹ بھیجا ہے اس کا حال بھی یہی ہے کہ تحریر شائع کرنے والے کو یہ ہمت نہ ہوسکی کہ اپنا نام اور پورا پتہ ذکر کرتا، ایسی بے وزن اور غیر سنجیدہ تحریر کا کیا جواب دیا جائے۔

(۲) اعتراض اگر برائے اعتراض ہو تو اس کا سلسلہ ختم نہیں ہو سکتا، آپ جواب دیتے رہیں گے اور معترضین اعتراضات کرتے رہیں گے، پھر جواب دینے کا فائدہ کیا۔

(۳) سوال اگر سنجیدہ ہو اور سوال کرنے کا مقصود بھی مسئلہ کو سمجھنا ہو تو اس کا جواب دیا جا سکتا ہے لیکن اگر سوالات سے مقصود محض فتنہ انگیزی ہو اور اس کا محرک خباثت نفس ہو تو اس کا جواب دینا محض وقت کا برباد کرنا ہے۔

(۴) مسائل کے ساتھ اگر دلائل بھی مذکور ہوں تو مسائل پر اعتراض کرنا جہالت ہے، اہل علم دلائل کو دیکھتے ہیں، اگر کسی کو اعتراض ہی کرنا ہے تو وہ دلائل پر اعتراض کرے اور ان کی کمزوری کو واضح کرے، آج کل غیر مقلدین کا حال یہی ہے کہ چونکہ ان کا مقصد محض فتنہ انگیزی وشر انگیزی ہوتا ہے، اس وجہ سے وہ مسائل کے دلائل پر اعتراض نہیں کرتے صرف مسائل ذکر کر دیتے ہیں تا کہ عوام ان مسائل کی ظاہری شکل سے پریشان ہوں، آپ کے پمفلٹ کا حال بھی یہی ہے کہ عوام کو ورغلانے اور فقہ سے نفرت دلانے کیلئے ہدایہ سے چند مسائل ذکر کر دیئے، اور ان کی شکل گھناؤنی بنا کر دکھلائی ان مسائل کے دلائل پر اعتراض کرنے کی معترض کو ہمت نہ ہو سکی۔

(۵) اگر مسائل کے ساتھ دلائل بھی مذکور ہوں تو صرف مسائل کو ذکر کرنا اور ان کے دلائل کو ذکر نہ کرنا خباثت نفس ہے، اور صریح خباثت ہے، موجودہ وقت کے غیر مقلدین افسوس اس قسم کی خباثتوں کا ارتکاب کر کے اپنی خباثت نفس کو ظاہر کر۔ تے ہیں، اس پمفلٹ کا حال بھی یہی ہے کہ ہدایہ سے صرف مسئلوں کو ذکر کر دیا صاحب ہدایہ نے جو عقلی ونقلی دلائل ذکر کئے ہیں ان کا کسی مسئلہ کے ضمن میں اشارہ تک نہیں ہے۔

(٦) اگر کسی کا مقصود محض فتنہ انگیزی نہ ہو اور وہ دین ودیانت سے بالکل محروم نہ ہو تو وہ کتاب کا پورا مسئلہ ذکر کرے گا، مسئلہ میں کاٹ چھانٹ نہیں کرے گا، آپ کے پمفلٹ

والے کا حال یہ ہیکہ ہدایہ سے مسائل تو ذکر کرتا ہے مگر دیانت سے کام نہیں لیتا، خیانت کرتا ہے، اور پورا مسئلہ نقل نہیں کرتا، خیانت کے اس ارتکاب کی وجہ سے مسئلہ کی صحیح شکل سامنے نہیں آتی۔

(۷) ان مسائل پر اعتراض کرنا جو خود غیر مقلدوں کی کتابوں میں مذکور ہیں حد درجہ کی جہالت ہے، پہلے غیر مقلدوں کو اپنے گھر کی خبر لینی چاہئے، اور اپنی کتابوں کو ان مسائل سے پاک وصاف کر لینا چاہئے جو فقہ اہلحدیث میں تالیف کی گئی ہیں۔

غیر مقلدوں کی جہالت وسفاہت کا عجیب حال ہے کہ جو مسئلے خود ان کی کتابوں میں مذکور ہیں اور جن کو وہ فقہ اہلحدیث کہتے ہیں وہی مسائل اگر فقہائے احناف کی کتابوں میں بھی مذکور ہوں تو ان پر بھی وہ اعتراض کرتے ہیں، احناف دشمنی میں ان کو اس کا بھی خیال نہیں رہتا کہ اس طرح وہ خود اپنے فقہ اہلحدیث کا بھی مذاق اڑاتے ہیں اور اپنی کتابوں سے جاہل ہونیکا ثبوت فراہم کرتے ہیں۔

(۸) مسائل شرعیہ کا مذاق اڑانا اتنا بڑا دینی جرم ہے کہ اس سے ایمان جانے کا خطرہ ہے، غیر مقلدین چونکہ ایمان سے محروم ہیں اور ان کی مسلمانی محض نام کی ہے، اس وجہ سے وہ دینی وشرعی مسائل کا مذاق اڑاتے ہیں اور وہ اس بارے میں بہت بے باک ہو چکے ہیں۔

قرآن میں ہے نساء کم حرث لکم فاتو احرثکم انی شئتم اگر کوئی بد بخت اس آیت کا مذاق بنائے تو اس کا ایمان محفوظ نہیں رہے گا۔

حدیث میں ہے۔ آنحضور ﷺ حالت صوم میں ازواج کا بوسہ لیتے تھے، اگر کوئی اس کا مذاق بنائے اور آنحضور ﷺ کے اس فعل پر اعتراض کرے تو اس کا ایمان جاتا رہے گا۔

بیوی اگر حالت حیض میں ہو تو مباشرت فاحشہ کے علاوہ اس کے بدن کے ہر حصہ سے تلذذ حاصل کیا جا سکتا ہے، اس کا بیان احادیث میں ہے، اگر کوئی بد بخت عورت کے بدن کے ایک ایک حصہ کا نام لے کر نبوی تعلیمات وہدایات کو مذاق بنائے تو اس کو اپنے ایمان کی خیر منانی چاہیے۔

غرض ایسے مسائل جن کا ذکر کتاب وسنت میں ہے اور انہی کی روشنی میں ان جیسے دوسرے مسائل کو بھی فقہاء نے اپنی کتابوں میں ذکر کر کے ان کا حکم کتاب وسنت کی روشنی میں بیان کیا ہے، ان کا مذاق وہی شخص اڑائے گا جو ایمان کی دولت سے محروم ہے غیر مقلدین کا مسائل فقہیہ وشرعیہ کے ساتھ تمسخر اور مذاق اڑانے کا موجودہ انداز بتلا رہا ہے کہ وہ ایمان کی دولت سے محروم ہو چکے ہیں۔

(۹) فقہ میں ان تمام مسائل سے گفتگو کی جاتی ہے جو انسان کی زندگی میں پیش آتے ہیں، اور ان کا شرعی حکم بتلایا جاتا ہے، ان میں ایسے مسائل بھی ہوتے ہیں جن کا عام حالات میں زبان پر لانا اچھا نہیں سمجھا جاتا مگر شرعی ضرورت کے تحت ان مسائل کا بھی ذکر فقہ کی کتابوں میں ہوتا ہے، اور فقہ اسلامی کی یہ عین خوبی ہے کہ وہ زندگی میں پیش آنے والے تمام مسائل کو محیط ہوتا ہے اب جن کا نفس خبیث ہوتا ہے اور جن کی سرشت زبوں ہوتی ہے وہ اپنی خباثت نفس کا اظہار کرنے کے لئے فقہ کی کتابوں سے ان مسائل کو چن چن کر جمع کر کے شائع کرتے ہیں جن کا ذکر کرنا عام حالات میں مناسب نہیں ہوتا ہے اور جاہل لوگ اس طرح مسلمانوں میں فقہ کی دشمنی میں خود اسلام دشمنی اور شریعت دشمنی کا اظہار کرتے ہیں، یہ کہنا تو درست ہے کہ اللہ ہر چیز کا خالق ہے مگر یہ کہنا کہ کیا وہ بندر کا بھی خالق ہے سور کا بھی خالق ہے، مکھی مچھر کا بھی خالق ہے اور اس کو مذاق بنا لینا قطعاً حرام ہے، ضرورتاً تو اس کا اظہار کیا جا سکتا ہے مگر مذاق کے طور پر اس طرح کی باتیں کرنا قطعاً جائز نہ ہوگا۔

(۱۰) پمفلٹ میں جن مسائل کو بہت مکروہ سمجھ کر ہدایہ سے نقل کیا گیا ہے وہ اور اس طرح کے مسائل زمانہ نبوت وزمانہ خیر القرون میں واقع اور پیش آ چکے ہیں اور ان کا ذکر خود حدیث کی کتابوں میں ہے، صحابہ کرام میں سے بعض حضرات سے زنا کا صدور ہوا، آنحضور اکرم ﷺ نے خود ان کا فیصلہ فرمایا، بعض عورتوں سے بھی زنا کا صدور ہوا، ان کا بھی فیصلہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ آنحضور ﷺ کے زمانہ میں بعض، ہجڑے تھے ان کا ذکر اور ان کا حکم بھی احادیث کی کتابوں میں موجود ہے۔ آنحضور ﷺ کے زمانہ میں ایسا بھی واقعہ پیش آیا کہ چوپایہ کے ساتھ کسی آدمی نے اپنی خواہش پوری کی آپ نے ایسے شخص کو حکم بیان فرمایا آنحضور کو اس کی اطلاع ملی کہ کچھ لوگ اپنی بیویوں سے پاخانہ کے راستہ میں خواہش پوری کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ وہ شخص ملعون ہے جو یہ کام کرے غرض اس کا بھی آپ نے حکم بیان فرمایا ہے خود حدیث میں اس کا ذکر ہے کہ آپ نے حالت حیض میں بیویوں سے مقام خاص کے علاوہ جگہوں پر مباشرت کرنیکی اجازت دی ہے، حضرت ابوبکر صدیق کے زمانہ میں ایک شخص کے بارے میں معلوم ہوا کہ اس کے ساتھ لوگ وہ فعل کرتے ہیں جو عورتوں کے ساتھ کیا کرتے ہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کے بارے میں فیصلہ کرنے کے لئے باقاعدہ صحابہ کرام کی جماعت کو بلایا اور مشورہ کیا، حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اس کو جلا کر مار ڈالا جائے۔

غرض اس طرح کے مسائل انسان کی زندگی میں پیش آتے ہیں، یہ نئے مسائل نہیں ہیں کہ فقہ کی کتابوں میں ان کا ذکر بطور تفریح کر دیا گیا ہے، جب سے انسان پیدا ہوا ان جیسے مسائل سے اس کو سابقہ پیش آتا رہتا ہے، یہی وجہ ہے کہ فقہ کی کتابوں میں ان تمام مسائل کے کتاب وسنت ہی کی روشنی میں شرعی حکم بیان کیا گیا ہے، اب اگر کوئی ان کا استہزا کرتا ہے تو وہ فی الاصل شریعت اسلامیہ پر حملہ آور ہوتا ہے اور فقہ اسلامی کی جامعیت پر

طعنہ زن ہے۔ یہ علم کی بات نہیں ہے بے علمی اور جہالت کی بات ہے۔

آپ نے جو پمفلٹ بھیجا ہے اس کا ہرگز جواب نہیں دیتا، اس وجہ سے کہ وہ بلا نام یا فرضی نام سے ہے دوسرے یہ کہ اس میں شریعت اسلامیہ کا بھرپور مذاق اڑایا گیا ہے، تیسرے یہ کہ پمفلٹ والے نے خیانت سے کام لے کر کئی مسئلوں میں پورا مسئلہ نہیں ذکر کیا ہے چوتھے یہ ہے کہ اس نے مسائل پر اعتراض کئے ہیں دلائل کی روشنی پر نہیں، پانچویں یہ کہ سارے مسائل کچھ مزید زیادتی کے ساتھ خود غیر مقلدین علماء کی کتابوں میں موجود ہیں تو پھر فقہ حنفیہ پر اعتراض کیا معنی رکھتا ہے، یہ مسائل اگر ان کی کتابوں میں ہوں تو فقہ اہلحدیث کے مسائل کہلائیں اور قابل تعریف پائیں اور اگر ان کا ذکر حنفی کتابوں میں ہو تو وہ قابل اعتراض واستہزا ہوں کیا یہ عقلمندوں کی بات ہے؟

مگر میں جواب اس کا اس لئے دے رہا ہوں کہ جواب نہ دینے کی شکل میں مخلصین میں سے کئی کے اعتماد کو ٹھیس پہنچے گی جس کی بازگشت سعودیہ میں بھی سنائی دے گی یہ پمفلٹ سعودیہ سے آیا ہے اس وجہ سے ہمیں اپنے ریاض اور سعودیہ میں رہنے والے ہندوستانی و پاکستانی مخلصین کے جذبات کی بھی رعایت کرنی ہے۔

(۱) پہلا مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی نے حالت روزہ میں مشت زنی کی تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا اس مسئلہ کو کتابچہ والے نے صاحب ہدایہ کی یہ عبارت نقل کرکے کالمستمنی بالکف علی ما قالوا اس طرح ذکر کیا ہے۔ یعنی مشت زنی کرنے والے کا روزہ نہیں ٹوٹتا حنفی فقہاء نے یہی کہا ہے گو روزہ کی حالت میں یہ کام کیا ہو۔

اس مسئلہ میں معترض نے جہالت وخیانت کے کئی گل کھلائے ہیں، پہلے تو اس نے علی ما قالوا کا ترجمہ چھوڑ دیا ہے۔ حالانکہ صاحب ہدایہ کی یہ عبارت بتلا رہی ہے کہ صاحب ہدایہ کے نزدیک مسئلہ اس طرح نہیں ہے بلکہ ان کے نزدیک حالت روزہ میں یہ

کام روزہ کو باطل کرنے والا ہے۔ صاحب ہدایہ نے بعض دوسرے فقہاء کی یہ بات نقل کی ہے، خود اپنا اور حنفی مذہب کا مختار اور مفتی بہ مسئلہ نہیں بیان کیا ہے، ہدایہ کے حاشیہ میں خود اس پر حاشیہ لگا کر کے مسئلہ صاف کر دیا ہے، حاشیہ میں علی ماقالوا پر حاشیہ لگا کر لکھا ہے۔

عادته فی مثله افادة الضعف مع الخلاف و عامة المشائخ علی ان الاستمناء مفطر و قال المصنف فی التجنیس انه المختار.

یعنی صاحب ہدایہ جہاں اس طرح کی عبارت لکھتے ہیں تو ان کا مقصد یہ بتلانا ہوتا ہے کہ یہ ضعیف قول ہے اور عام مشائخ احناف کا مسلک یہ ہے کہ منی نکالنا روزہ کو باطل کر دیتا ہے، تجنیس میں اسی قول کو مختار بتلایا ہے۔

آپ بتلائیں کہ اس مسئلہ میں فقہ حنفی اور علماء احناف کی اس وضاحت کے بعد بھی اس میں کسی اعتراض کی گنجائش باقی رہ جاتی ہے۔ اندازہ لگایئے کہ غیر مقلدین کس طرح فتنہ جگا رہے ہیں اور فقہ حنفی اور فقہاء احناف کی دشمنی میں دیانت سے کتنے دور ہو چکے ہیں، علم و دیانت سے تہی دامنی ان کا مقدر بن چکی ہے۔

اور پھر غیر مقلدین کو کس طرح جرأت ہوتی ہے کہ وہ صاحب ہدایہ پر اس مسئلہ کو لے کر اعتراض کریں، اور فقہ حنفی اور فقہائے احناف کا مذاق اڑائیں، کیا ان کو اپنے گھر کی خبر نہیں کہ فقہ اہلحدیث کا کیا مذہب ہے۔

عرف الجادی میں نواب صاحب فرماتے ہیں

وبالجمله استنزال منی بکف یا بچیزے از جمادات

نزد دعائے حاجت مباح ست   ملکه گلهی

واجب گردو   در مثل ایں کار حرجے نیست

بلکه همچو استخراج دیگر فضلات موذیه بدن است

(ص ۲۰۷)

یعنی حاصل کلام یہ ہے کہ ہاتھ سے یا کسی اور جمادات چیز کی منی نکالنے میں کوئی حرج نہیں ہے، بلکہ کبھی یہ عمل واجب ہو جاتا ہے اس طرح کا کام کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ منی نکالنا اسی طرح کا عمل ہے جیسے بدن کے دوسرے تکلیف دہ فضلات کا خارج کرنا۔

منی نکالنے کے بارے میں جس کے گھر کا یہ مسئلہ ہو وہ بیچارہ فقہ حنفی پر اعتراض کرے۔

(۲) کتابچہ کا دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ ہدایہ میں ہے پاخانہ کی جگہ میں وطی کرنے سے روزہ کا کفارہ واجب نہیں ہوتا ہے۔ پمفلٹ والے صاحب لکھتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ کا یہی فتویٰ ہے:

پمفلٹ والے اس غیر مقلد نے اس مسئلہ میں بھی اپنی جہالت کا پورا ثبوت دیا ہے عن ابی حنیفہ کا وہ ترجمہ کرتا ہے کہ امام ابوحنیفہ کا فتویٰ یہی ہے۔ اس جہالت کا کوئی ٹھکانہ ہے، جو لوگ فقہ کی کتابیں پڑھتے پڑھاتے ہیں، وہ تو اس کا مطلب یہ سمجھتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ سے ایک روایت یہ بھی ہے نہ کہ امام ابوحنیفہ کا یہی فتویٰ ہے اس علم کے بل بوتے پر فقہ حنفی پر اعتراض کا شوق ہو گیا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ پمفلٹ والے نے زبردست خیانت سے کام لیا ہے اور جو اصل مسئلہ ہے اس کو ذکر نہیں کیا جب کہ پورا مسئلہ اسی ہدایہ کی اسی سطر میں مذکور ہے اور اس میں صاف صاف لکھا ہے۔ والاصح انها تجب یعنی صحیح تر بات یہ ہے کہ کفارہ واجب

ہوگا، اس اندھے کو یہ نظر نہیں آیا کہ جو امام ابوحنیفہ کی صحیح تر روایت اور فقہ حنفی کا اصل مسئلہ ہے، اورعن ابی حنیفة انه لایجب الکفارة نظر آ گیا۔

جب یہ غیر مقلدین اس طرح کی خیانتوں پر اتر آئیں تو ان کا جواب آپ کہاں کہاں دیتے پھریں گے۔

عینی میں صاف صاف لکھا ہے کہ مغنی میں جو امام ابوحنیفہ سے اس بارے میں مشہور روایت کہہ کر ذکر کیا گیا ہے صحیح نہیں امام ابوحنیفہ کی صحیح ترین روایت وہی ہے کہ اس صورت میں کفارہ واجب ہوگا (ج ۳ ص ۷۰ ۲)

اب ذرہ غیر مقلدین اپنے گھر کا بھی مسئلہ سن لیں، فقہ اہلحدیث والی کتاب نزل الابرار میں لکھا ہے:

وان جامع المسافر عمدا فی سفرہ و ھو صائم اوجامع فی غیر الفرج و انزل لذمه القضھاء فقط. (فصل فی الکفارة ص ۲۳۱)

یعنی اگر مسافر جو روزہ سے ہو اور جان بوجھ کر بھی جماع کرے تو اس پر صرف قضا واجب ہوگی کفارہ واجب نہیں ہوگا، اسی طرح جو آدمی عورت کی شرمگاہ کے علاوہ میں جماع کرے (خواہ وہ بدن کا کوئی حصہ ہو) تو اس پر بھی صرف قضا لازم آئے گی کفارہ نہیں ہے۔

جن کے گھر کا یہ مسئلہ ہو وہ فقہ حنفی پر اعتراض کریں یہ خباثت نفس اور شرارت نفس اور فتنہ انگیزی نہیں تو اور کیا ہے۔

(۳) تیسرا مسئلہ یہ ذکر کیا ہی کہ مردہ عورت سے یا چوپائے سے بدفعلی کرنے سے کفارہ واجب نہیں ہوتا، انزال ہو تب بھی اور نہ ہو تب بھی۔

اس بیچارے کو اس مسئلہ میں اپنے گھر کی بھی خبر نہیں کہ فقہ اہلحدیث میں کیا لکھا ہے نزل الابرار میں لکھا ہے

وکذالک لا کفارۃ علی من جامع بھیمۃ او میتتہ اوصبیا اور صغیرۃ.(ص ۳۳۱)

یعنی اس پر روزہ کا کفارہ نہیں ہے جو کسی چوپایہ سے جماع کرے یا کسی مردہ عورت سے جماع کرے، یا بچے سے جماع کرے یا چھوٹی لڑکی سے جماع کرے۔

ہدایہ میں جو مسئلہ ذکر کیا ہے اس کے ساتھ صاحب ہدایہ نے دلیل بھی ذکر کی ہے اور فقہ اہلحدیث میں بلا دلیل ہی مسئلہ مذکور ہے، اس کے باوجود فقہ حنفی پر اعتراض اور اپنی فقہ اہلحدیث پر پھولوں کی بارش۔

فقہائے احناف کے یہاں کفارہ واجب اس شکل میں ہوتا ہے کہ جب جنایت اپنے حقیقی معنی اور حقیقی صورت کے ساتھ پائی جائے، غیر مقلد معترض بتلائے کہ صورت مذکورہ میں جنابت کا حقیقی معنی اور حقیقی صورت کا وجود ہے یا پھر وہ حدیث پیش کرے یا قرآن کی آیت جس سے ہدایہ کا یہ مسئلہ غلط ثابت ہو۔

(۴) ایک مسئلہ یہ ذکر کیا ہے کہ ہدایہ میں ہے کہ شرمگاہ کے علاوہ میں اگر کسی نے جماع کیا تو اس پر کفارہ نہیں ہے۔

یہ مسئلہ بھی غیر مقلدین کے گھر ہی کا ہے۔نزل الابرار فقہ اہلحدیث میں لکھا ہے۔

او جامع فی غیر الفرج و انزل لزمہ القضاء فقط ص ۲۳۱

یعنی کسی نے شرمگاہ کے علاوہ میں جماع کیا تو صرف قضا واجب ہوگی کفارہ نہیں اگر چہ

انزال ہو جائے۔

غیر مقلد معترض قرآن کی آیت یا حدیث پیش کرے جس سے یہ مسئلہ غلط ثابت

ہو۔

اوپر بتلایا جا چکا ہے کہ جماع کا معنی جب معنیٰ وصورۃ کامل طور پر متحقق ہوگا تب ہی کفارہ واجب ہوگا، غیر مقلد معترض بتلائے کہ صورت مذکورہ میں جماع کا معنی صورۃ و معنیٰ کامل طور پر متحقق ہے، غیر مقلد معترض کے لئے بہتر یہ ہے کہ قرآن وحدیث سے اس مسئلہ کو غلط ثابت کرے۔ ان بیچاروں کو اس کا بھی پتہ نہیں ہے کہ جس طرح شبہات سے حدود مرتفع ہو جاتے ہیں اسی طرح شبہات سے کفارہ بھی، مندفع ہو جاتا ہے، کفارہ اس وقت واجب ہوگا جب جنایت کے صورۃ و معنیٰ واقع ہونے میں ادنی شبہ نہ ہو، اگر ادنی شبہ بھی پایا جائے گا تو کفارہ واجب نہ ہوگا۔

(۵) ایک مسئلہ یہ ذکر کیا ہے کہ محرمات سے نکاح اگر کوئی کرے اور اس سے وطی بھی کرے تو اس پر حد زنا لاگو نہیں ہوگی۔ ہدایہ میں ایسا ہی لکھا ہے۔

پمفلٹ والے نے یہاں بھی سخت خیانت سے کام لیا ہے، اس نے یہ نہیں بتلایا ہے کہ احناف کے یہاں یہ فعل سخت گناہ اور حرام اور بہت بڑا جرم ہے، خود صاحب ہدایہ نے اس مسئلہ میں اسی سطر میں یہ بھی لکھا ہے۔ لکنہ یوجب عقوبۃ یعنی اس کو اس جرم میں سخت ترین سزا دی جائے گی۔

زنا پر شرعی حد اسی وقت واجب ہوگی جب زنا کا شرعی واصطلاحی معنی پایا جائے گا، زنا کے وجود میں ذرا بھی شبہ ہوا تو پھر خواہ وہ فعل حرام ہو اور شرعی جرم قرار پائے مگر اس پر حد زنا نہیں لاگو کی جائے گی، اللہ کے رسول کا ارشاد ہے کہ شبہات کی وجہ سے حدود کو رفع کرو، ہاں اس کو امام وقت سخت ترین سزا دے گا حتی کہ وہ اس کو اس جرم میں قتل بھی کر سکتا ہے۔

احناف نے حد والی سزا ایسے شخص پر اس لئے نافذ نہیں کی کہ حدیث کا حکم یہی ہے کہ حدود کو شبہات پیدا ہونے کی وجہ سے رفع کرو، خواہ زنا کے ثبوت میں شبہ ہو خواہ زنا کے معنی پائے جانے میں شبہ ہو۔ بہر حال شبہات کی وجہ سے حدودی سزا نہیں لاگو کی جائے گی۔ زنا اس فعل کو کہتے ہیں جو بلا کسی عقد کسی عورت سے مباشرۃ فاحشہ کی شکل میں ظہور پذیر ہو، صورت مذکورہ میں محرمہ عورت سے نکاح ہوا ہے، اگر چہ یہ فعل حرام ہے مگر زنا کے معنی میں شبہ پیدا ہو گیا ہے اس وجہ سے حد والی سزا ایسے شخص پر نافذ نہیں کی جائے گی ہاں چونکہ یہ فعل حرام ہے اور بہت برا جرم ہے تو اس لئے امام وقت ایسے شخص کو بخشے گا بھی نہیں بلکہ اس کو سخت سے سخت سزا دے گا، حتی کہ اسے قتل بھی کیا جا سکتا ہے۔

فقہ حنفی کا یہ مسئلہ آنحضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے افعال سے ماخوذ ہے، یہ احناف کے گھر کا گھڑا ہوا مسئلہ نہیں ہے۔

حضرت براء بن عاذب فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ میرے ماموں کہیں جا رہے ہیں، میں نے ان سے پوچھا آپ کہاں جا رہے ہیں تو انہوں نے کہا کہ ایک شخص نے اپنی باپ کی منکوحہ سے نکاح کر لیا ہے، آنحضو صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بھیجا ہے کہ میں اس کو قتل کر آؤں اور اس کا مال لے لوں۔

اگر محرمات سے نکاح کرنا زنا ہوتا یعنی زنا شرعی تو آنحضو صلی اللہ علیہ وسلم اس پر زنا کی جو شرعی حد ہے وہ جاری کرتے، مگر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص پر زنا کی حد جاری نہیں کی تو معلوم ہوا کہ زنا شرعی بھی نہیں ہے، اگر چہ بہت بڑا گناہ ہے۔

مصنف عبدالرزاق میں ہے۔ **عن ابن عباس من اتی ذات محرم فاقتلوه** یعنی حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ جو شخص محرم عورت سے (نکاح کرے اور اس سے) جماع کرے تو اس کو قتل کر دو (ص ۳۶۵ ج ۷) ابن ماجہ میں یہ روایت

حضرت ابن عباس سے مرفوعاً منقول ہے، اگرچہ اس کی سند ضعیف ہے۔

غرض احناف کا یہ مسئلہ کتاب وسنت کی روشنی میں ہے، اور اس پر غیر مقلدوں کا اعتراض بلاوجہ محض جہالت ہے۔

ہر باطل نکاح کو زنا شرعی نہیں کہا جاتا اور نہ ہر باطل نکاح پر حد واجب ہوتی ہے،

اللہ کے رسول کا ارشاد ہے، جو عورت اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرے اس کا نکاح باطل ہے، اس کا نکاح باطل ہے، یہ بالکل صحیح حدیث ہے ایسے نکاح کو آپ نے تین دفعہ باطل کہکر اس کے بالکل باطل ہونے پر مہر لگا دی، مگر کسی کا یہ مذہب نہیں ہے کہ اگر کوئی عورت اس طرح کا نکاح کرے تو اس پر حد زنا لاگو کی جائے گی۔ حد زنا وہی واجب ہوگی جہاں زنا کا کامل معنی پایا جائے گا اور اس کے زنا ہونے میں کسی طرح کا کوئی شبہ نہ ہوگا۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فقہی بصیرت کا یہی کمال ہے کہ ان کے سامنے شرعی مسئلہ کے تمام پہلو ہوتے ہیں اور اس بارے میں کتاب اللہ سنت رسول اللہ اور صحابہ کرام کے فیصلے یہ سب چیزیں ان کے سامنے ہوتی ہیں پھر وہ ایک فیصلہ فرماتے ہیں، اب جن کے علم وخرد کی رسائی وہاں تک نہیں ہو پاتی انہیں تو اعتراض سوجھتا ہے مگر ماہرین کتاب وسنت اور ائمہ شریعت امام ابوحنفیہ کے مدارک اجتہاد کے سامنے اپنا سر جھکا دیتے ہیں، خواہ مسائل میں ان سے اتفاق ہو یا اختلاف، ہمیں پھر یہ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ غیر مقلدین خود اپنی کتابوں سے ناواقف اور جاہل ہیں، ان کی فقہ اہلحدیث والی کتابوں میں بھی یہی لکھا ہے کہ جو شخص جان بوجھ کر اپنے محرم سے نکاح کرے اور اس سے وطی کرے اس کی سزا یہ بھی ہے کہ اس کو امام تعزیر کرے گا اور اسے تعزیزاً قتل کر دے گا۔ (نزل الابرار ص ۲۹۸، کنز الحقائق ص ۱۰۲)

اگر یہ فعل زنا حقیقی وشرعی ہوتا تو پھر اس پر صرف حد جاری کی جاتی، حد کی متعین

شکل ہے یا کوڑے مارنا یا رجم کرنا قتل کی سزا دینا حد شرعی نہیں ہے، معلوم ہوا کہ غیر مقلد علما، بھی محرم کے ساتھ نکاح کو زنا شرعی نہیں سمجھتے ورنہ ایسے مجرم کی سزا ان کے یہاں صرف حد ہوتی قتل کرنا نہیں۔

چونکہ اس مسئلہ کو غیر مقلدین بہت اچھالتے ہیں اس وجہ سے میں نے ذرا تفصیل سے کلام کیا تا کہ غیر مقلدوں کی جہالت واضح ہو جائے۔

ناظرین یاد رکھیں چونکہ یہ مسئلہ بڑا نازک ہے اس وجہ سے احناف کی کتابوں میں حالات و زمانہ کی رعایت کرتے ہوئے یہ بھی مذکور ہے کہ فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے یعنی ایسے شخص کو زنا کا مرتکب قرار دیا جائے گا اور اس پر حد زنا ہی لگائی جائے گی۔ عینی میں صاف لکھا ہے۔ لکن فی الخلاصة قال الفتویٰ علی قولهما۔ (۲۴۹ ج ۵) یعنی خلاصہ میں مذکور ہے کہ فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے۔

پمفلٹ والے نے فقہ حنفی سے عوام کو برگشتہ کرنے کے لئے پمفلٹ تو لکھ مارا مگر اسے اس کا پتہ ہی نہیں چل سکا کہ احناف کے یہاں مفتی بہ قول کون ہے، مفتی بہ قول کو چھوڑ کر غیر مفتی بہ قول کو ذکر کرنا جاہلانہ حرکت ہے۔

(۶) ایک مسئلہ یہ ذکر کیا ہے کہ ہدایہ میں ہے کہ جو شخص کسی عورت سے پاخانہ کی جگہ میں وطی کرے یا قوم لوط والا عمل کرے تو اس پر حد نہیں ہے۔

اس مسئلہ کے نقل کرنے میں بھی سخت خیانت کی ہے اس لئے کہ فلاحد علیه عندابی حنفیه کے بعد بھی ہدایہ ہے کہ ویعزر یعنی اس کو سزا دی جائے گی یہ لفظ بالکل اسی سطر میں اور اسی جگہ ہے مگر پمفلٹ والے غیر مقلد صاحب نے یہ لفظ چھوڑ کر کے اپنا ایمان برباد کیا۔ امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر یہ عمل حد والی سزا کا ہوتا تو آپ ﷺ سے حد والی سزا منقول ہوتی مگر، آپ ﷺ کا تو ارشاد یہ منقول ہے اقتلوا الفاعل

والمفعول به یعنی جو ایسا کام کرے فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کردو، کیا اس سزا کو حد کہیں گے، یا اس کا تعلق تعزیر سے ہے یعنی اس سزا سے ہے جو امام اور حاکم وقت کی رائے پر محمول ہے؟ اور یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام کی رائے اس بارے میں الگ الگ رہی ہے کوئی کہتا ہے کہ اس کو جلا دیا جائے، کوئی کہتا ہے کہ اس کے اوپر دیوار گرادی جائے گی، کوئی کہتا ہے کہ ایسے شخص کو اونچی جگہ سے نیچے گرا کر اس پر پتھر برسایا جائے گا، غرض کہ زنا والی حد اگر متعین ہوتی تو صحابہ کرام کا اس مسئلہ میں اختلاف نہ ہوتا اور آنحضور ﷺ سے بھی قتل وغیرہ کا حکم منقول نہ ہوتا۔ اسلیئے کہ زنا کی حد تو شریعت میں متعین شکل ہے، اس وجہ سے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے آنحضور ﷺ کے ارشادات اور صحابہ کرام کے فتووں کی روشنی میں یہ فرمایا کہ اگر اس جرم کا کوئی مرتکب ہوتا ہے تو اس کے بارے میں حاکم وقت فیصلہ کرے گا کہ اس کو کون سی سزا دی جائے حد کی سزا نہ ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس کو معاف کردیا جائے گا۔

غیر مقلدین کو فقہ احناف کا پورا مسئلہ ہی معلوم نہیں یا معلوم ہے مگر فتنہ انگیزی چونکہ ان کا مقصود ہے اس وجہ سے پورا مسئلہ ذکر نہیں کرتے۔ عینی میں لکھا ہے۔

ولکنة یعذرو یسجن حتی یموت او یتوب ولو اعتاد اللوا طة قتله الا مام

یعنی ایسے کام کرنے والے کو سزا دی جائے گی اور اسے تا زندگی قید میں رکھا جائے گا الا یہ کہ وہ توبہ کرلے اور اگر وہ فعل کا عادی ہے تو امام اس کو قتل کردے گا۔

یہ ہے اس مسئلہ میں فقہ حنفی کا پورا مسئلہ مگر پمفلٹ والے نے خیانت کرکے اس کو نہایت مکروہ شکل میں پیش کیا ہے، دین و دیانت کے اپنے اس کردار و مظاہرہ پر غیر مقلدین

ثواب دارین کی امید رکھتے ہیں۔

(۷) ایک مسئلہ یہ بھی ذکر کیاہیکہ ہدایہ میں ہے کہ جو چوپایہ سے وطی کرے اس اور پر حد نہیں ہے۔

تو کیا غیر مقلدین کے مذہب میں اس پر حد ہے؟ ذرا وہ اپنی کتابوں سے ایسے شخص پر حد کی سزا دکھلاویں۔ نزل الابرار میں لکھا ہے۔ ویعزر من نکح بھیمة و یجوز للامام ان یقتله. یعنی جو چوپایہ سے وطی کرے امام اس کی تعزیر کرے گا۔ اور اس کو قتل بھی کرسکتا ہے، اور یہی بات کنز الحقائق میں لکھی ہے، تو پھر ہدایہ اور آپ کی کتابوں کا مسئلہ الگ الگ ہوا یا ایک؟

اچھا ذرا غیر مقلدین وہ حدیث تو پیش کردیں یا قرآن کی کوئی آیت جس سے ہدایہ کے مسئلہ کا غلط ہونا ثابت ہو۔

یہاں بھی پمفلٹ والے غیر مقلد نے خیانت سے کام لیا ہے اور ہدایہ کا پورا مسئلہ نہیں بیان کیا ہے، پورا مسئلہ یہ ہے الا انہ یعزر یعنی اس کی تعزیر ہوگی یعنی امام اپنی صواب دید سے جو مناسب سمجھے گا اس کو سزا دے گا۔

حضرت امام ابوحنیفہ جو فرماتے ہیں اور ہدایہ کا جو مسئلہ ہے وہی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ مصنف عبدالرزاق میں ہے۔

عن ابن عباس فی الذی یقع علی البھیمة قال لیس علیه الحد (ص ۲۲۶۰ ج۷) یعنی حضرت عبداللہ بن عباس کا فتوی یہ تھا کہ جو شخص جانوروں سے بدفعلی کرے اس پر حد نہیں ہے۔

غیر مقلدوں کے پاس اتنی عقل ہی نہیں کہ ان کو یہ سمجھایا جائے کہ زنا شرعی کس کو کہا جاتا ہے اور حد شرعی کب واجب ہوتی ہے۔ اس کیلئے فقہی بصیرت کی ضرورت ہے اور

غیر مقلدین کو یہ دولت گرانمایہ حاصل نہیں اس وجہ سے میں صرف اتنا عرض کرتا ہوں کہ اگر امام ابو حنیفہ نے اپنے فتوی کی بنیاد حضرت عبداللہ بن عباس کے فتوی پر رکھی ہے تو غیر مقلدوں کو اعتراض کیوں ہے، کیا صحابی کے فتوی کی روشنی میں فتوی دینا حرام ہے؟ یا وہ اتنے بددین ہو گئے ہیں کہ صحابی رسول ﷺ کے فتوی کا بھی مذاق اڑائیں گے؟

اس مسئلہ میں حضرت عطاء سے پوچھا گیا کہ اگر کوئی جانور سے بدفعلی کرے تو اس کا کیا حکم ہے، تو انہوں نے فرمایا، اللہ تو بھولنے والا نہیں ہے اگر اس بارے میں شریعت کی متعین سزا ہوتی تو اللہ اس کو نازل کرتا، البتہ یہ فعل ہے، بہت برا تو جو برا ہے اس کو برا سمجھو،

(مصنف ص ۳۶۶ ج ۷)

دیکھئے حضرت عطاء جیسا جلیل القدر تابعی بھی یہی کہتا ہے کہ اس بارے میں کوئی حد شرعی نہیں ہے، چونکہ یہ عمل قبیح ہے اس لئے اس کا معاملہ امام کی صواب دید پر ہوگا وہ جیسی چاہے سزا دے، اسی کو تعزیر کہتے ہیں اور اسی کا بیان ہدایہ میں بھی ہے۔

آنحضور ﷺ کا ارشاد بھی جو اس بارے میں منقول ہے اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ ایسے شخص کو حد شرعی زنا والی سزا نہیں جاری کی جائے گی، آپ نے فرمایا کہ چوپایہ اور چوپایہ کے ساتھ جو فعل کرے دونوں کو قتل کردو۔ (مصنف ج ۷ ص ۳۶۴)

غرض امام ابو حنیفہ کا اس مسئلہ میں جو فتوی ہے وہ پوری طرح عقل و نقل کی روشنی میں ہے، اور امام کی بے پناہ فقہی بصیرت کو اجاگر کرنے والا ہے، ہاں البتہ ان کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا جن کا مقصد محض اعتراض ہو اور جو علم اور بصیرت سے محروم ہوں۔

(۸) ایک مسئلہ میں پمفلٹ میں یہ ذکر کیا ہے کہ ہدایہ میں لکھا ہے کہ اگر کوئی عورت اپنی خوشی اور رضامندی سے کسی بے وقوف یا بچے سے زنا کرائے تو نہ بیوقوف اور بچے پر حد ہے اور نہ عورت پر۔

اس مسئلہ پمفلٹ والے غیر مقلد صاحب نے ایک خیانت تو یہ کی ہے کہ ہدایہ میں مجنون کا لفظ ہے، اس کے معنی پاگل کے ہیں اس کا ترجمہ انہوں نے بیوقوف کیا ہے، معلوم نہیں مجنون کا ترجمہ بے وقوف کس لغت میں ہے، یا غیر مقلدوں کے یہاں مجنون کا ترجمہ بے وقوف ہوتا ہے۔؟ واللہ اعلم بالصواب۔

اس مسئلہ پر اعتراض بھی غیر مقلدوں کی دانشمندی کی انتہا ہے، کیا پاگل اور بچے پر بھی شرعی احکام کا اجراء ہوتا ہے؟ حدیث میں ہے کہ بچوں اور پاگلوں سے قلم اٹھالیا گیا ہے کسی امام اور کسی محدث کے نزدیک بچے اور پاگل احکام شرعیہ کے مخاطب نہیں ہیں کہ ان پر حدود شرعیہ جاری ہوں، تو پھر اعتراض کیا؟ عورت پر اس لئے حد نہیں ہے کہ جنایت کاملہ جو حد کو واجب کرے نہیں پائی گئی اور زنا کا معنی پورے طور پر متحقق نہیں ہوا، پس بحکم حدیث شریف حدود کو شبہات سے دفع کرو، اس عورت پر بھی حد نہیں لگائی جائے گی، البتہ اس کو تعزیر کی جائیگی۔

براہ کرم غیر مقلدین وہ حدیث پیش کریں جس سے معلوم ہو کہ جس عورت کے ساتھ کوئی پاگل یا بچہ زنا کرے اس پر حد شرعی لگائی جائے گی؟ اگر وہ ایسا نہیں کر سکتے اور یقیناً نہیں کر سکتے تو پھر فقہ حنفی اور ہدایہ کتاب کے خلاف یہ شور و ہنگامہ کیوں؟

غیر مقلدین کو غالباً اس کا بڑا شوق رہتا ہے کہ مسلمان مرد اور عورت پر حدود موقع بموقع ضرور نافذ کئے جائیں، حالانکہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جہاں تک ہو سکے حدود کو دفع کرو، اور یہی وجہ ہے کہ ادنی شبہ سے بھی حدود مندفع ہو جاتے ہیں، احادیث کی روشنی میں امام ابو حنیفہ اس کا پورا لحاظ رکھتے ہیں کہ شرعی حدود سے جہاں تک ہو سکے مسلمانوں کو محفوظ رکھا جائے، رسول اکرم ﷺ کا یہی طریقہ تھا، اور مسلمانوں کیلئے آپ کی یہی تعلیم تھی، آنحضور ﷺ کے ان ارشادات کو ملاحظہ فرمایا جائے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضورﷺ کا ارشاد ہے کہ مسلمانوں سے جہاں تک ہو سکے حدود کو دفع کرو، ذرا بھی اس کا راستہ پاؤ تو درگذر کرو، پھر آپﷺ نے فرمایا کہ حاکم معاف کرنے میں غلطی کرے یہ زیادہ بہتر ہے کہ وہ سزا دینے میں غلطی کرے۔

حضرت علیؓ کی روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ حدود کو دفع کرو، حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ آنحضورﷺ نے فرمایا کہ جہاں تک ہو سکے حدود کو دفع کرو، ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ذرا بھی گنجائش دیکھو تو حدود کو دفع کرو، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما کا ارشاد اور مسلمانوں کو تاکید تھی کہ مسلمانوں سے قتل کو جہاں تک ہو سکے دفع کرو۔

حضرت ماعزؓ آپﷺ کے پاس تشریف لائے اور کہا کہ مجھ سے زنا کا صدور ہو گیا ہے۔ آپﷺ نے منہ پھیر لیا پھر انہوں نے کہا پھر آپﷺ نے منہ پھیر لیا، پھر انہوں نے کہا، پھر آپﷺ نے منہ پھیر لیا، چوتھی دفعہ جب انہوں نے کہا تو آپﷺ نے فرمایا کہ تم نے بوسہ لیا ہوگا، تم نے چھوا ہوگا، غرض آپﷺ نے حضرت ماعزؓ پر حد جاری کرنے سے حتی الامکان پرہیز کیا اور جب حضرت ماعزؓ کا اصرار بہت بڑھ گیا تب آپﷺ نے ان پر حد نافذ کرنے کا حکم دیا۔

آپﷺ کے اس عمل سے معلوم ہوا کہ حدود کا جاری اور نافذ کرنا حالت مجبوری کی بات ہے ورنہ حتی الامکان حدود کو دفع ہی کیا جائے گا۔

فقہ حنفی میں اس کا بہت لحاظ رکھا گیا ہے، مگر فقہ حنفی کا یہی امتیاز اور ہنر اور احادیث کی روشنی میں احکام شرعیہ کا بیان غیر مقلدین کو برا لگا۔ اور انہوں نے حضرتﷺ کے قول و عمل کو بالکل نظر انداز کر دیا اور فقہ حنفی کے خلاف اپنے دل کا بخار نکالا۔ فالی اللہ المشتکی۔